دینی مدارس کے بارے میں صدر پاکستان کے ارشادات اور ہمارا موقف

حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری
ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

صدر پاکستان جناب آصف علی زرداری نے اپنے حالیہ دورۂ امریکہ کے دوران واشنگٹن میں پاکستانی کمیونٹی سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ "مدارس ریفارمز کے تحت حکومت تمام مدرسوں کا کنٹرول سنبھال لے گی اور طلبہ کو انتہا پسندوں سے علیحدہ کر کے انہیں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیوی تعلیم سے بھی بہرہ مند کیا جائے گا، انہوں نے کہا ہے کہ پیپلز پارٹی کی حکومت نے پاکستان میں مدرسہ سسٹم میں اصلاحات لانے کا عزم کر رکھا ہے جس کے تحت نصاب کو جدید بنایا جائے گا اور انہیں حکومتی نظام میں شامل کیا جائے گا" صدر مملکت کے ان ارشادات کا جائزہ لیا جائے تو تین باتیں سامنے آتی ہیں۔ پہلی بات مدارس کو حکومتی کنٹرول میں لینے کی خواہش، دوسری بات مدارس سسٹم میں اصلاحات اور تیسری بات مدارس کے نصاب میں تبدیلی۔

جہاں تک مدارس کو سرکاری کنٹرول میں لینے کی خواہش کا معاملہ ہے تو حقیقت یہ ہے کہ مدارس کا سرکاری کنٹرول میں لینے کا خواب بہت سے سابق حکمرانوں نے بھی دیکھا تھا لیکن کسی کا یہ خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکا اور انشاء اللہ آئندہ بھی ایسا کوئی خواب ہرگز پورا نہیں ہوگا۔ مدارس چونکہ دین مبین کی حقیقی اور سچی تعلیمات کو فروغ دینے میں سرگرم عمل ہیں اور ظاہر ہے کہ دین کی حقیقی تعلیمات کو مدارس کی آزادی وخود مختاری اور اندرونی، بیرونی مداخلت سے محفوظ رکھے بغیر فروغ نہیں دیا جاسکتا یہی وجہ ہے کہ اہل مدارس معاشی طور پر انتہائی بدحالی اور کسمپرسی کی زندگی گزارتے ہیں، مدارس قرضوں کے بوجھ تلے دبے رہتے ہیں، مدارس کے اساتذہ بہت قلیل مشاہرہ پر گزر بسر کرتے ہیں، مدارس کے طلباء روکھی سوکھی کھا کر گزارہ کرتے ہیں لیکن مدارس کسی قسم کی سرکاری یا بیرونی امداد قبول نہیں کرتے۔ اس ریاضت کی وجہ صرف یہ ہے کہ مدارس کو کسی کی ڈکٹیشن قبول نہ کرنی پڑے، کیونکہ جب ہم قومی، ملکی اور سرکاری طور پر آئی ایم ایف، ورلڈ بینک، امریکہ اور دیگر مالیاتی اداروں سے امداد اور قرض لیتے ہیں تو اس کے نتیجے میں ان کی کڑی شرائط بھی ماننی پڑتی ہے اور ان کی من پسند پالیسیاں بھی تسلیم کرنی پڑتی ہیں جب کہ دینی مدارس نے چونکہ خالصتاً قرآن وسنت اور دین مبین کی حقیقی تعلیم دینی ہوتی ہے اس لیے دینی مدارس نہ تو کسی مالیاتی ادارے کی شرائط تسلیم کر

پاتے ہیں اور نہ ہی مدارس کے نظام میں کسی کی مداخلت کی گنجائش باقی رہتی ہے۔

کون نہیں جانتا کہ ہمارے سرکاری اداروں کے نصاب ونظام کے ساتھ گزشتہ ساٹھ برسوں سے کس قسم کا سلوک روا رکھا گیا؟ ہر حکمران نے عصری تعلیمی درسگاہوں کو بازیچۂ اطفال سمجھا اور ان کے نصاب کو موم کی ناک کی طرح اپنی خواہشات کا تختہ مشق بنایا۔ اگر دینی مدارس اپنے نصاب ونظام کے حوالے سے کسی کی ڈکٹیشن اور مداخلت قبول کرنے لگتے تو خود سوچئے کہ ایسے وزراء تعلیم جنہیں یہ تک معلوم نہ تھا کہ قرآن کریم کے تیس پارے ہوتے ہیں یا چالیس؟ وہ مدارس کے نصاب ونظام کے ساتھ کیا سلوک کرتے؟ جس طرح ہماری عصری درسگاہوں کے نصاب سے دینی مواد کو بتدریج ختم کر کے مادر پدر آزاد ماحول پروان چڑھایا گیا، اگر مدارس کو سرکار کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا جاتا تو آج امریکی ایماء پر مدارس دینیہ کے تمام بال و پر نوچ کر ان کا حلیہ تک بگاڑ دیا ہوتا۔ اگر مدارس کو کنٹرول میں لینے کی خواہش کے پیچھے اس قسم کی کوئی غلط فہمی موجود ہے کہ مدارس حکومتی عملداری سے ہی باہر ہیں اور ان کی نگرانی ہی نہیں کی جاتی تو اس غلط فہمی کا فوری ازالہ ہو جانا چاہئے۔ کیونکہ مدارس کی باقی اداروں کے مقابلے میں کہیں زیادہ کڑی نگرانی ہوتی ہے بلکہ نگرانی کے نام پر مدارس کے اساتذہ وطلبہ کے انسانی حقوق تک پامال کیے جاتے ہیں۔ مدارس کو حکومت کی طرف سے اس قدر باز پرس کا سامنا رہتا ہے کہ مدارس کے منتظمین زچ ہو جاتے ہیں اور انہیں آزادی سے تعلیمی سرگرمیاں جاری رکھنے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس وقت پاکستان کے تقریباً تمام مدارس رجسٹرڈ ہیں، ان کا مکمل ریکارڈ سرکاری اداروں کے پاس موجود ہے اور یہ مدارس مکمل طور پر ملکی آئین اور قانون کے تحت اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس لیے ہمارے حکمرانوں کو مغرب کے سامنے معذرت خواہانہ رویہ اختیار کرنے کی بجائے انہیں یہ بھی باور کروانا چاہئے کہ پاکستانی مدارس تو پہلے ہی ملکی آئین کے دائرے میں قومی دھارے میں شامل ہیں انہیں نہ تو مزید کنٹرول کرنے کی ضرورت ہے، نہ قومی دھارے میں لانے کے لیے کسی قسم کے جتن کرنے کی حاجت ہے اور نہ ہی مدارس کا نظام کسی قسم کی مہم جوئی اور طالع آزمائی کو قبول کر سکتا ہے۔

جہاں تک جدید علوم سے مدارس دینیہ کے طلباء کو بہرہ مند کرنے کا تعلق ہے، اس حوالے سے عرض ہے کہ مدارس کی قیادت نے کبھی بھی ان علوم کی ضرورت واہمیت اور افادیت سے انکار نہیں کیا بلکہ عملاً اس وقت انگریزی، سائنس، کمپیوٹر اور دیگر جدید علوم مدارس کے نصاب میں شامل ہیں، کئی مدارس میں انتہائی جدید قسم کی کمپیوٹر لیبز قائم ہیں۔ کئی مدارس فارغ التحصیل علماء کو انگریزی، صحافت اور کمپیوٹر وغیرہ کے خصوصی کورسز کرواتے ہیں تاہم یہ بھی یاد رہے کہ موجودہ دور چونکہ سپیشلائزیشن کا دور ہے اس دور میں جب میڈیکل کالجز میں پڑھنے والے طلباء کو انجینئرنگ نہ پڑھنے کا طعنہ نہیں دیا جاتا اور انجینئرنگ کے شعبے سے وابستہ طلباء پر میڈیکل سے نابلد ہونے کی پھبتی نہیں کسی جاتی تو پھر مدارس کے طلباء کو دینی علوم جو دنیوی فنون کے مقابلے میں کہیں زیادہ اہمیت کے حامل ہیں ان میں مہارت حاصل کرنے کے لیے اپنی زندگیاں وقف کرنے پر کیوں مورد الزام ٹھہرایا جاتا ہے؟

باقی جہاں تک نصاب کی تبدیلی کا معاملہ ہے اس بارے میں مفتی اعظم پاکستان مفتی رفیع عثمانی کی سربراہی میں مدارس کے منتظمین، علماء کرام، ماہرین تعلیم اور قدیم وجدید علوم پر دسترس رکھنے والے اہل علم پر مشتمل اکتیس رکنی کمیٹی قائم ہے۔ یہ کمیٹی وقتاً فوقتاً نصاب کا جائزہ لیتی رہتی ہے اور اسے عصر حاضر کی ضروریات کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپ ڈیٹ کیا جاتا رہتا ہے، اس لیے کسی کو مدارس کے نصاب میں تبدیلی کے لیے فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں اور پھر جب یہ تبدیلی امریکی ایماء پر ہو تو خود اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس کے کیا کرشمے ہوں گے؟

مدارس میں اصلاحات کا نعرہ ہر دور میں لگایا جاتا رہا۔ یہ نعرہ بظاہر تو بڑا پرکشش اور ہمدردی وخیرخواہی پر مبنی معلوم

ہوتا ہے لیکن درحقیقت اس نعرے کے پیچھے، ''ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب میں'' والا معاملہ کارفرما ہے۔ اللہ کا فرمان ہے۔ اللہ کا قرآن سورۂ بقرہ کی ابتداء میں ہی ہمیں بتاتا ہے کہ منافقین کو جب یہ کہا جاتا کہ ''زمین میں فساد مت پھیلاؤ تو وہ کہتے ہیں ہم فساد تو نہیں پھیلا رہے بلکہ ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں۔ اللہ فرماتے ہیں۔ آگاہ رہو یہی لوگ اصل میں اصلاحات کے نام پر فساد اور بگاڑ پیدا کررہے ہیں، لیکن وہ اس کا شعور نہیں رکھتے'' مدرسہ ریفارمز کے پرکشش نعرے کے پیچھے بھی دراصل مدارس کے نصاب ونظام میں بہتری اور مثبت تبدیلی کی بجائے قطع وبرید، ترمیم وتحریف، مدارس کی مُشکلیں کسنے اور انہیں حقیقی دینی تعلیم سے باز رکھنے کے عزائم اور منصوبے شامل ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے ملک میں بیٹھ کر اور مدارس کی قیادت کو اعتماد میں لے کر مدارس میں اصلاحات کرنے کی بجائے امریکی سرزمین پر جاکر مدارس میں اصلاحات کا شوشہ چھوڑا جاتا ہے، جو آج کی بات نہیں بلکہ سابقہ حکمرانوں کا بھی وطیرہ رہا ہے۔ اور یہ سب کچھ اپنے مغربی آقاؤں کی خوشنودی کے حصول اور ڈالروں کی طلب میں کیا جاتا ہے۔

یہاں یہ اطلاع بھی قارئین کے لیے یقیناً دلچسپی کا باعث ہوگی کہ ہماری حکومت نے فرینڈز آف پاکستان سے مدرسہ ریفارمز کی مد میں ڈالرز کا مطالبہ کیا ہے۔ ایک ایسی حکومت جس کی کرپشن کے قصے زبان زد عام ہیں اور طلال بگٹی جس حکومت کی اعلیٰ شخصیات پر پچاس کروڑ روپے رشوت طلب کرنے کا الزام عائد کررہے ہیں اس حکومت سے کیا توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ مدارس میں اصلاحات کے نام پر بیرونی امداد لے کر اس کے ساتھ کیا سلوک کرے گی؟ اس لیے ہمارا مخلصانہ مشورہ یہ ہے حکومت مدارس کو اپنی اصلاحات کا تختۂ مشق بنانے کی بجائے ان اداروں میں اصلاحات کا آغاز کرے جہاں بوٹی مافیا کا راج ہے، جہاں سے اسلحہ برآمد ہوتا ہے، جن اداروں کے ہاسٹلوں میں منشیات کی بھرمار ہے، جن اداروں سے شرم وحیا کے جنازے اٹھتے ہیں اور جہاں تعلیم وتربیت کی بجائے بے راہ روی سکھائی جاتی ہے۔ حکومت ٹاٹ کلچر، طبقاتی نظامِ تعلیم، گھوسٹ سکولوں کا خاتمہ کرے۔ اگر قومی نظام تعلیم کی مکمل اصلاح اور فلاح وبہبود کے بعد حکومت مدارس میں اصلاحات کرنا چاہے گی تو ہمارے لیے زیادہ باعث مسرت ہوگا لیکن اگر اربوں روپے خرچ کرنے کے باوجود گزشتہ ساٹھ سالوں کے دوران ہمارا نظام تعلیم بہتر ہونے کی بجائے زوال وانحطاط کا ہی شکار ہوا تو ایسے میں ہمیں مدارس میں نام نہاد اصلاحات کی فکر میں ہلکان ہونے کی بجائے اس نظام تعلیم کی بہتری کی فکر کرنی چاہئے اور مدارس کے ٹمٹماتے چراغوں کو بجھانے کی کوشش کرنے کی بجائے ان کی لو کو مدھم نہیں ہونے دینا چاہئے، جو ہم سے نہ کچھ مانگتے ہیں نہ کچھ لیتے ہیں بلکہ اپنی مدد آپ کے تحت اس قوم کے بیس لاکھ بچوں کو تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ قیام وطعام اور علاج معالجہ تک کی مفت سہولیات بھی مہیا کرتے ہیں۔

☆☆☆

ناظم اعلیٰ وفاق کا روزنامہ جنگ گروپ کے نام شکریہ کا خط

محترم ومکرم جناب گروپ ایڈیٹر صاحب روزنامہ جنگ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اُمید ہے کہ خیر وعافیت سے ہوں گے اور ملی وملت کی خدمت میں ہمہ تن مصروف عمل ہوں گے۔

گذارش ہے کہ محترم صدر پاکستان نے امریکہ میں دینی مدارس کے بارے میں جو بیان دیا، اس پر روزنامہ جنگ نے مورخہ 11 مئی 2009 کو جو انتہائی وقیع، فکر انگیز اور متوازن اداریہ لکھا، اسے پڑھ کر دل باغ باغ ہوگیا۔ اس ادارے کو ملک کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے مدارس کے منتظمین، ہزاروں فضلاء، لاکھوں طلباء اور مدارس کے